کامیابی کی کنجی

شفیق الرحمٰن صدیقی

بانسہ کرتھی جعفر پور، ضلع مئو (یوپی)

وصی اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا، اکلوتا ہونے کے باعث وہ سب کا چہیتا بن گیا، سب لوگ اسے خوب پیار کرتے، جب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا تو پھر اس پر تحفوں کی بارش ہونے لگی، اس کی کوئی خواہش ادھوری نہیں رہتی۔

آخر کار وصی انہی عادتوں کے سبب کاہل اور جان چور ہوگیا، کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرنا جانتا ہی نہ تھا، اسکول جاتے وقت بیگ کسی کو تھما دیتا اور خود دیر سے پہنچتا۔ جب چھٹی ہوتی تب بھی بستہ اپنے ساتھی ذکی کو دے دیتا اور بہانہ کرتا کہ ذکی مجھے ایک ضروری کام پڑ گیا ہے، پلیز یہ بستہ گھر پہنچا دینا۔

وصی کی ان ہی عادتوں کے سبب اس کے ابو امّی پریشان رہنے لگے، وہ وصی کو روزانہ نصیحت کرتے، سمجھاتے بجھاتے، اس سے کہتے وصی بیٹے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے کام کرنے کی عادت ابھی سے ڈال لو ورنہ بعد میں کسی برے وقت پر تم بہت پریشان ہوگے، پچھتاؤ گے۔

لیکن وصی پر ان نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں پڑا تو تھک ہار کر اس کے والدین نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور خود اللہ تعالیٰ سے پنج وقتہ نماز کے بعد وصی کے سدھرنے کی دعائیں مانگنے لگے۔

وصی کے سالانہ نمبرات بمشکل پاس ہونے کی حد تک ہوتے تھے، جیسے تیسے اس نے آٹھویں کلاس پاس کی، جب نویں کلاس میں پہنچا تو اس کی سستی اور کاہلی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ پہلے تو اس نے اپنا ہوم ورک کرنا چھوڑا، اس پر جب کوئی ٹوکنے والا نہیں رہا تو اس نے ناغہ کرنا شروع کر دیا۔

ایک دن اس کے استاد نے اس کے ساتھی کو اس کے گھر بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ وصی اسکول کیوں نہیں آتا، جب اس کا ساتھی اس کے گھر پہنچا تو اس کے ابو آفس جا چکے تھے اور اس کی امی کسی پڑوسن کے یہاں گئی ہوئی تھیں۔

جب وہ لڑکا واپس اسکول پہنچا تو اس کے استاذ نے پوچھا، کچھ پتہ لگایا تم نے؟

تو اس نے کہا سر! اس کے امّی ابو گھر پر نہیں ہیں اور وصی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا! اس کے استاد نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید وصی کے گھر کا کوئی فرد بیمار ہوگا اس لیے وہ غیر حاضری کرتا ہے جب کہ حقیقت میں ایسا

نہیں تھا۔

جب سالانہ امتحان سر پر آ گیا تو وصی کے ساتھیوں نے اس کو بتایا، وقت بہت کم تھا اور محنت زیادہ پھر بھی جیسے تیسے اس نے تیاری کی اور امتحان میں شریک ہوا۔

جب ریزلٹ نکلنے کا وقت ہوا تو وصی اپنا نتیجہ دیکھنے پہنچا، اس کا دل دھک سے رہ گیا جب اس نے دیکھا کہ اس کا

نام فیل ہونے والوں میں ہے اور اس کی کلاس کی ترقی روک دی گئی ہے جب تک کہ مذکورہ کلاس کا نمبر چالیس فیصد تک نہ ہو جائے۔

وصی بوجھل قدم اور مغموم دل سے گھر واپس آیا، بغیر کھائے پیئے اور بنا کسی سے کچھ کہے اپنے بیڈ پر چلا گیا۔

جب کھانے کا وقت ہوا اور وصی دسترخوان پر نہیں آیا تو اس کی امّی کا ماتھا ٹھنکا، وہ دبے پاؤں وصی کے کمرے میں پہنچیں تو دیکھا کہ وصی اوندھے منہ سر تکیہ پر پڑا ہوا ہے اور سسک سسک کر رو رہا ہے۔

اس کی امّی سے یہ حالت دیکھی نہ گئی تو اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں اور پوچھنے لگیں وصی بیٹے ہوا کیا ہے! تم اس طرح کیوں رو رہے ہو؟ وصی جو رو رہا تھا آواز سن کر بڑبڑا گیا اور سامنے ماں کو پا کر اس کے گلے سے لپٹ گیا۔ وہ اب اور زور سے رونے لگا پھر اس نے اٹکتے ہوئے یہ جملے کہے، امّی مجھے معاف کر دو میں نے ہمیشہ آپ کی نصیحت کی ان سنی کی ہے آج مجھے اپنے کیے کی سزا مل چکی ہے۔

اور پھر اس نے امتحان میں فیل ہونے کی داستان سنائی۔

ماں تو خیر ماں ہوتی ہے، بیٹے کے منہ سے ناکامی اور معافی کی بات سن کر اس کی امّی کی آنکھوں سے خوشی کے مارے آنسو چھلک پڑے۔

اس کے بعد وصی نے سستی اور کاہلی چھوڑ دی۔ اس نے ہر کام وقت پر کرنا شروع کیا اور محنت سے پڑھنے لگا۔

اور پھر سالانہ امتحان میں اس نے اپنی کلاس میں سب سے زیادہ نمبرات حاصل کر کے اسکول کے ٹاپر ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

پیارے بچو! اس کہانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنا کام محنت اور لگن سے کرنا چاہیے تبھی ہمیں کامیابی ملے گی۔

○○